مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوتؐ

کراچی

زندگی کو
غنیمت جانو یہ عنقریب
تم سے لے لی جائے گی

مولانا جلال الدین رومی
رحمۃ اللہ علیہ

جلد ۲
شمارہ ۱۰

۲۴ تا ۳۰ شوال
۱۴۰۳ھ

۶ تا ۱۲ اگست
۱۹۸۳ء

خصائل نبوی
برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا طریقہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا طریقہ۔

فائدہ یعنی کھانا تناول فرمانے کے بعض آداب کا بیان۔

اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

۱۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن بن مہدی عن سفیان عن سعد ابن ابراھیم عن ابن الکعب بن مالک عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلعق اصابعہ ثلثاً۔ قال ابو عیسیٰ وروی غیر محمد بن بشار ھذا الحدیث قال کان یلعق اصابعہ الثلث۔

۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔

فائدہ۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹ لینا مستحب ہے البتہ اس روایت کی بنا پر بعض کے نزدیک تین مرتبہ مستحب ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ تین مرتبہ مراد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مراد ہے جیسا کہ دوسری روایت میں آتا ہے۔ چنانچہ اسی باب میں خود کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہی روایت آگے آرہی ہے لیکن بعض شراح حدیث نے فرمایا ہے کہ یہ مستقل ادب ہے کہ "تین مرتبہ چاٹنے سے بالکل صفائی ہو جاتی ہے اور تین انگلیاں جو دوسری روایت میں آرہا ہے وہ مستقل ادب ہے۔

۲۔ حدثنا الحسن بن علی الخلال حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلث۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تین ہی انگلیوں سے کھانا نوش فرمانے کی تھی۔ اگرچہ بعض روایات سے پانچ انگلیوں سے کھانا بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تین انگلیوں جن میں انگوٹھا مسبحہ اور وسطیٰ ہے۔ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ "تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت لقمہ کا چھوٹا ہونا ہے" تاکہ زیادہ مقدار میں نہ کھایا جائے۔ امام نووی رح نے لکھا ہے کہ ان احادیث سے تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ لہذا چوتھی یا پانچویں انگلی بلا ضرورت شامل نہ کرے البتہ اگر ضرورت ہو یعنی کوئی ایسی چیز ہو جس کو تین انگلیوں سے کھانے میں دقت ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ پانچوں انگلیوں سے کھانا حریصوں کی علامت ہے اور لقمہ کے بڑے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات نم معدہ پر بوجھ اور حلق میں اٹک جانے کا سبب بھی ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کا بین الاقوامی ہفت روزہ ختم نبوت

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ:۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ حکیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ A/۲۰ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۲۔ خصائل نبوی = حضرت شیخ الحدیث

۴۔ ابتدائیہ = عبدالرحمٰن یعقوب باوا

۶۔ غلام احمدی ۔ مرزائی۔
حضرت علامہ عبدالرحیم اشعر مدظلہٗ

۸۔ مسیح قادیان کی برکات۔
حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدظلہٗ

۱۱۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ
مولانا محمد شاہد تھانوی۔

۱۳۔ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کے ارشادات........

۱۵۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
محمد مظفر

۱۸۔ مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ۔
علی اصغر چشتی صابری

۲۲۔ نقد و نظر = چشتی صابری

۲۴۔ ساز شکستہ = چشتی صابری

شعبۂ کتابت:۔ حافظ عبدالستار واحد کی، غلام یٰسین تبسم

ملة اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــــ ختم نبوت

(4)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

ایم ایم احمد پلان ......؟

سابقہ مشرقی پاکستان میں پاکستانی فوج کے آخری کمانڈر جناب ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل امیر عبد اللہ خان نیازی نے گزشتہ دنوں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے الزام لگایا کہ سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار وہ خود نہیں بلکہ ملک توڑنے کے ذمہ دار وہ جنرل ہیں۔ جو اس وقت جی ایچ کیو میں بیٹھ کر انہیں احکامات دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ سیاستدان بھی اس المیہ میں شامل ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا جب عوام کے سامنے حقائق آ جائیں۔ تو انہیں معلوم ہو گا کہ ان جنرلوں اور سیاستدانوں کے ڈانڈے بڑی طاقتوں کے علاوہ تل ابیب سے بھی ملے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا کہ سقوط مشرقی پاکستان کے سلسلے میں چندی سازش، اگرتلہ سازش اور ایم ایم احمد پلان کا حوالہ بھی دیا اور کہا کہ مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش کو علیحدہ کرنے کے لئے قائد ملت کے زمانے سے ہی سازشیں شروع ہو گئی تھیں۔ اگر ان سازشوں کا اس وقت قلع قمع کر دیا جاتا تو ہماری فوج اور عوام کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ لیکن ہمارے سیاستدان جن کے رابطے بڑی طاقتوں کے علاوہ تل ابیب سے بھی ملے ہوئے ہیں۔ ان سازشوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ جس کا انجام بالآخر یہی ہونا تھا۔

اس بیان میں درج ذیل دو باتیں ایسی ہیں جن کا نوٹس لینا ہمارا اور حکومت کا فریضہ ہے۔

(۱) بعض جنرلوں اور سیاستدانوں کے ڈانڈے تل ابیب سے ملے ہوئے ہیں۔

(۲) سقوط مشرقی پاکستان کے سلسلہ میں ایم ایم احمد پلان تیار کیا گیا۔

سب سے پہلے ہم ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل امیر عبد اللہ خان نیازی کی خدمت میں یہ عرض کریں گے۔ کہ بہت بہتر ہوتا۔ اگر آپ سیاستدانوں کے چہروں کو بھی بے نقاب کر لیتے جن جنرلوں اور سیاستدانوں کے ڈانڈے بڑی طاقتوں اور تل ابیب سے ملے ہوئے تھے۔ تاکہ پاکستانی عوام ان سے ہوشیار ہو جائیں ..... اور آئندہ ان کی حرکتوں کا نوٹس لیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ جس ایم ایم احمد پلان کا حوالہ آپ نے اپنی پریس کانفرنس میں دیا تھا۔ اس کی تفصیلات بھی قوم کے سامنے لے آئیں۔

ہم ان جنرلوں اور سیاستدانوں سے تو واقف نہیں۔ جن کے ڈانڈے تل ابیب سے ملے ہوئے ہیں۔ البتہ ایک بات ہم ضرور جانتے ہیں کہ قادیانی امت کے ان افراد جو پاکستان کی کلیدی اور اہم ترین آسامیوں پر فائز ہیں ان کے ڈانڈے تل ابیب سے ملے ہوئے ہیں۔ اس ٹولہ کے اسرائیل کے ساتھ خصوصی روابط قائم ہیں۔ ان کے دفاتر

(5)

اور مراکز بھی وہاں موجود ہیں۔ اور یہ یہودیوں کے ایجنٹ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ اسرائیل کے مفادات کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔ اور بالکل اسرائیل کی طرح اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ ایسے افراد...... جن کا گٹھ جوڑ اسرائیل کے ساتھ ہو ملکی معاملات میں کس طرح با اعتماد ہو سکتے ہیں؟

قادیانی اُمت کے افراد پاکستان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اس لئے کہ انہوں نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور قادیان جانے کے لئے بے قرار ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ سابقہ مشرقی پاکستان میں ایم ایم احمد قادیانی نے جو کردار ادا کیا تھا وہ مشکوک اور شبہات سے پُر ہے۔

شیخ مجیب الرحمٰن کی علیحدگی کی جب تحریک شروع ہوئی اور سابق صدر جنرل یحییٰ خان اس گتھی کو سلجھانے کے لئے بدقسمتی سے جو مشیر اپنے ساتھ ڈھاکہ لے گئے ان میں ایم ایم احمد قادیانی سرفہرست تھے۔ ہم جب سابقہ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ۲۰/مارچ ۱۹۷۱ء کو صدر یحییٰ اور شیخ مجیب کے درمیان چوتھا دور مکمل ہو جانے کے بعد شیخ مجیب نے اخباری نمائندوں کو بتایا تھا۔ کہ بات چیت کسی قدر آگے بڑھی ہے۔ لیکن یکایک ۲۴/مارچ کو یحییٰ خان کے مشیروں (جن میں ایم ایم احمد قادیانی بھی شامل تھا) اور شیخ مجیب الرحمٰن کے مشیروں کے درمیان مذاکرات کا جو دور ہوا اُن میں بات چیت آگے بڑھنے کی بجائے تعطل کا شکار ہوئی اور یوں سانحۂ مشرقی پاکستان پیش آیا۔ اور ایک عظیم اسلامی مملکت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی۔

ڈھاکہ میں سیاسی بات چیت کے موقعہ پر ایم ایم احمد کی موجودگی کے بارے میں اس وقت کے ذمہ دار حلقوں میں شکوک و شبہات پائے جاتے تھے۔ کیونکہ اخباری ریکارڈ کے مطابق ایم ایم احمد کو مشرقی بنگال کی اقتصادی محرومی اور سیاسی سازشوں کا معمار تصور کیا جاتا تھا۔

سقوط مشرقی پاکستان کے المیہ کو تقریباً بارہ [۱۲] سال بیت گئے۔ لیکن اس کی یاد آج بھی تازہ ہے۔ اگرچہ اُس وقت کی حکومت نے حمود الرحمٰن کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن قائم کیا تھا۔ اور اس پر ایک مفصل رپورٹ بھی تیار ہو گئی ہے۔ لیکن اس کو نہ جانے کیوں راز میں رکھا گیا۔ قوم ان اسباب کو جاننے کے لئے بے چین ہے۔ جن کی وجہ سے مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہو گیا۔

ہم صدر مملکت پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ خدارا ان قادیانیوں پر اعتماد نہ کیجئے۔ یہ اسلام اور ملک کو جتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پہنچانے سے گریز نہیں کریں گے۔ اور ان کو ملک کی کلیدی اسامیوں پر فائز ہونے نہ دیں۔ ورنہ جو نقصان ہو گا۔ وہ ایک عظیم المیہ سے کم نہیں ہو گا۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

قادیانی، مرزائی، غلام احمدی یا غلمدی

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

تحریر: مولانا عبد الرحیم اشعر صاحب مدظلہ

قادیانی پارٹی پر یہ شعر بالکل صادق ہے جس فرقہ کی بنیاد ہی غلط ہو اس کا کوئی کام سیدھا ہو تو کیونکر؟

مرزا غلام احمد نے ختم نبوت جیسی آہنی دیوار کو توڑ کر نبوت کا ایک چور دروازہ کھولا اور کچھ بدقسمت انسانوں کو امت محمدیہ سے نکال کر اپنی امت بنائی اور انگریز کے لئے ہندوستان میں مزید رہنے کے اسباب پیدا کئے جب ۱۹۰۱ء میں انگریز کی خوشامد کے لئے اپنے فرقہ کی الگ بنیاد رکھی تو نام رکھا "مسلمان فرقہ احمدیہ" حالانکہ یہ نام کسی طرح بھی موزوں اور مناسب نہ تھا یا تو بانی فرقہ غلام احمد کے نام پہ اس فرقہ کا نام "فرقہ غلام احمدیہ" مناسب تھا یا مخفف کر کے غلمدیہ فرقہ رکھا جاتا جیسا کہ مولانا عبد السلام ابن مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "صولت محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ" میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ انگریز کے یہ خوشامدی تھے۔ اس لئے یہ نام "فرقہ احمدیہ" رجسٹرڈ ہو گیا۔ اب چونکہ ہر مرزائی اپنے خیال میں مرزا غلام احمد پہ فدا ہے۔ اس لئے ان کی ہر بات کو مرزا کی طرف منسوب کرنا ان کے لئے باعث فخر ہونا چاہیئے اور مرزائی کے خطاب کو اپنا دلپسند لقب خیال کرنا چاہیئے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مغل قوم سے تعلق رکھنے والے وہ مرزا ہوئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے مرزائی کہلانا امتیازی لقب ہے یہ کوئی گالی یا تنابز بالالقاب کی سی کوئی چیز نہیں۔

چنانچہ مرزا۔ آنجہانی کی زندگی میں ان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر سینکڑوں کے مجمع میں ایک قصیدہ پڑھا گیا جس میں مرزا صاحب کے مریدوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کی گئی جب محمد علی لاہوری کی تعریف کا وقت آیا تو انکی تعریف میں یہ شعر پڑھا گیا۔

کیا ہے راز طشت ازبام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں بجا ہیں پکے مرزائی

اخبار بدر ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء

گویا محمد علی لاہوری کو مرزا قادیانی کی طرف منسوب کر کے "مرزائی" کہا گیا۔ اور اس کے مقام مدح میں ذکر کیا گیا۔

مرزا قادیانی کے جانشین حکیم نور الدین کے زمانہ میں بھی مرزائی صاحبان اپنے آپ کو "مرزائی کہلانا" لائق فخر جانتے تھے چنانچہ حکیم صاحب کا اپنا ارشاد ہے "میرے خیال میں تو اور اکثر عقل مند مرزائی" یہ نہیں مانتے کہ تمام مسلمان کافر ہیں کفر دون کفر کے قائل ہیں"

خط حکیم نور الدین ۵ جولائی ۱۹۰۶ء مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳ صفحہ ۵۳ بابت ماہ مارچ اپریل ۱۹۱۵ء

غالباً یہ مرزا صاحب کے نام کی نحوست ہے کہ اب قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی طرف اپنی نسبت کرنے اور نہ صرف "مرزائی" کہلانے سے بلکہ قادیانی کہلانے سے بھی یہ عار کرتے ہیں چنانچہ "مرزائی" کہلانے سے گھبرانے لگے پاکستان ٹی وی کے عملہ کو

ملک اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــــ ختم نبوت

بھی اس لفظ پر "تنابزو بالالقاب" کا طعنہ دے کر ڈرا رہے ہیں حالانکہ ایک وقت میں قادیانی لفظ کو باعث فخر جانتے تھے چنانچہ مفتی محمد صادق کی ایک تحریر اس سلسلہ میں پیش خدمت ہے۔ "جو احمدی جنتری ۱۹۴۱ء قادیان کے اندرون صفحہ ۲ پر ہے۔ دس نمبر دیکر اپنے قادیانی ہونے کے اقرار کیا گیا ہے۔ بلکہ لاہوری ہونے سے انکار کر کے صرف اپنے لقب کو قادیانی تک محدود کر کے اپنی شناخت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ان میں صرف پانچ نمبر ہم نقل کرتے ہیں تاکہ عامہ مسلمین کو معلوم ہو کہ یہ لقب قادیانیوں کا پسندیدہ ہے۔ یہ گالی نہیں۔ ٹی وی کے عملہ کو بھی مطمئن رہنا چاہیئے کہ انہوں نے قادیانیت کی توہین نہیں کی بلکہ ان کا صحیح تعارف کرایا ہے۔ ملک کا بچہ بچہ اس فرقہ سے متعارف ہو گیا ہے اب احمدی جنتری ۱۹۴۱ء کا اقتباس ملاحظہ فرمادیں۔

ہم قادیانی ہیں یا لاہوری

مفتی محمد صادق اپنے مقابل لاہوری کو مخاطب کرتے مندرجہ بالا عنوان کے تحت رقم طراز ہیں۔ حیات مسیح موعود کے وصال پر جماعت احمدیہ میں جماعت نے اتفاق اور اجماع سے مولوی نور الدین کو خلیفہ تسلیم کیا . . . مگر جب نور الدین کا وصال ہوا تو بعض اصحاب مولانا بشیر الدین محمود کو مرزا کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کو پسند نہ کرتے انہوں نے مرزا محمود کی خلافت کا انکار کیا اور قادیان سے لاہور چلے گئے اور اپنا مرکز لاہور میں قائم کر لیا تو جو لوگ مرزا محمود سے وابستہ رہے انہوں نے ان کا نام قادیانی رکھا۔ اس مختصر مضمون میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اصطلاح کے مطابق میں قادیانی کیوں ہوں اور لاہوری کیوں نہیں بنا۔

(۱) بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود قادیانی تھے چنانچہ وحی الہی میں بھی آپ کا نام غلام احمد قادیانی بتلایا گیا اور ظاہر کیا گیا بحساب ابجد اس میں آپ کے ظہور کی تاریخ ۱۳۰۰ نکلتی ہے اور آپ کے دل میں خدا تعالیٰ نے القا فرمایا اس وقت بجز آپ کے تمام دنیا میں کسی کا نام غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ پس جب ہمارے مرشد وحی الہی کے مطابق قادیانی تھے تو ہم بھی قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کے نزول و ظہور کے لئے قادیان کی بستی کو چنا۔ اور آپ کی وحی مبارک میں آپ کے نزول کے متعلق لفظ قادیان آیا ہے نہ کہ لاہور۔

(۳) جب بانی سلسلہ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور پہلا جلسہ کیا تو اعلان فرمایا کہ یہ جلسہ سلسلہ کے مرکز قادیان میں ہوا کرے گا۔ اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

(۴) جب حضرت مسیح موعود نے وحی الہی کے مطابق اپنی جماعت کے پاک نفس لوگوں کے لئے ایک مقبرہ بہشتی بنایا، اور تین بار دعا کی کہ اس میں سوائے بہشتی کے دوسرے کو دفن ہونیکا موقعہ اور توفیق نہ ہو، تو یہ مقبرہ قادیان میں بنایا گیا نہ کہ لاہور میں، اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

(۵) حضرت مسیح موعود نے جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں بنایا نہ کہ لاہور میں، اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

نیز قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتے ہیں ہم کافر کیسے ہیں۔ تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی وحی درج کی ہے کہ محمد الرسول اللہ والذین معہ۔ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا قادیانی۔

اس رسالہ میں یہ بھی تحریر کیا میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

ایک بے برکت عنوان

"مسیح قادیاں" کی برکات؟

تحریر: حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

۱۹۸۲ء کے سالانہ جلسہ ربوہ پر جماعت قادیانیہ کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد پر پروگرام کے مطابق سوال وجواب ہوئے۔ مرزا طاہر نے قادیانی نظریات کے مطابق جوابات دیئے۔ یہ سوال و جواب ٹیپ ریکارڈ کیسٹوں میں بھرے گئے۔ اور قادیانیوں کی طرف سے وہ کیسٹیں ہزار ہا کی تعداد میں اندرون ملک پھیلائی گئیں۔ انہیں بعض فورٹ عباس کے مرزائیوں نے ایک کیسٹ تبلیغ کی غرض سے بھجوائی ہے۔ مختلف قسم کے سوالات ہیں۔ ان میں سے ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ قادیانی نظریات کے مطابق مسیح موعود (مرزا غلام احمد) تو آ گیا۔ لیکن احادیث کی نشانیوں کے مطابق مسیح موعود نے قتل کرنا تھا۔

مرزا طاہر احمد نے اس سوال کا جو جواب دیا وہ یہ ہے۔

"ہم کہتے ہیں دجال آ گیا کم بخت۔ دجال کو روحانی قوتوں سے فتح کرنے والا (مرزا غلام احمد) جب سے آیا ہے۔ اس کی دعاؤں کی برکت سے دجال کی صف دن بدن لپٹی جا رہی ہے۔ ہم مغربی عیسائی قوموں کو دجال کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں خدا کا مسیح (مرزا غلام احمد) آ گیا۔ اس کی آمد کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے اس (دجال) کے سانس ٹوٹنے شروع ہو گئے۔"

جواب مسیح قادیاں کی "روحانی قوتوں اور دعاؤں کی برکت" سے کس طرح دجال کی صف لپٹی گئی۔ اور کس طرح اس کے سانس ٹوٹنے شروع ہوئے۔ دیکھئے۔

مسیح قادیاں کی پہلی نظر

مسیح قادیاں نے ۱۸۸۲ء میں مجددیت کا دعویٰ کیا۔ تو آپ کی برکت سے اسی سال ہی دجال نے اسکندریہ پر بمباری شروع کر دی۔ اور مصر کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا۔

دوسری برکت

مسیح قادیاں نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو آپ کے دعویٰ کی برکت سے ۱۸۹۸ء میں دجال نے سوڈان پر حملہ کر کے قبضہ جما لیا۔ ۱۸۹۹ء میں دجال کا تمام مصر پر قبضہ ہو گیا۔

تیسری برکت

مسیح قادیاں نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو آپ کے دعویٰ کی "برکت" سے آپ کی "روحانی قوتوں" اور "دعاؤں کی برکت" سے ۱۹۱۱ء میں دجال نے طرابلس پر قبضہ جما لیا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد شرق اردن۔ فلسطین۔ شام اور عراق پر دجال کی حکومت ہو گئی۔ ۱۹۱۹ء میں مسیح قادیان کا چھوٹا لڑکا شریف احمد دجال کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑا۔

چوتھی برکت

مسیح قادیان کی "روحانی قوتوں" کی برکت سے ۱۹۲۱ء میں حضر موت اور عدن پر دجال کا قبضہ ہو گیا، جدہ پر دجال نے مکمل قبضہ کر لیا۔

پانچویں برکت

مسیح قادیان کی دعاؤں کی برکت سے دجال نے شام پر وہ ظلم ڈھائے کہ ۴۸ گھنٹے کی مسلسل بمباری سے دمشق کو اینٹوں کا ڈھیر بنا دیا۔

چھٹی برکت

مسیح قادیان کی روحانی قوتوں اور دعاؤں کی برکت سے ۱۹۰۸ء میں شمالی ایران کی دولت پر دجال کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ ۱۹۴۱ء میں دجال نے شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کو گرفتار کر کے جلا وطن کیا۔ سات برس تک ایران میں بلا شرکت غیرے دجال کی حکومت رہی۔

ساتویں برکت

مسیح قادیان کی دعاؤں کی برکت سے دجال کی صف اس طرح لپیٹی گئی کہ

(ا) حضر موت کے ایک لاکھ بارہ ہزار مربع میل رقبہ پر دجال کا قبضہ ہو گیا۔

(ب) مسقط و عمان کے ہماء مربع میل رقبہ پر بھی دجال نے۔

آٹھویں برکت

۱۸۸۱ء سے ۱۹۱۱ء تک مردم شماری کے رجسٹرات کے مطابق صرف پنجاب میں ۳۰ برس میں دجال کی تعداد میں پونے دو لاکھ کا اضافہ ہوا۔ تیس سال میں سارے ہندوستان میں دجال کی تعداد میں بیس لاکھ چودہ ہزار کا اضافہ ہوا۔

نویں برکت

مسیح قادیان کی برکت سے ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو دجال نے فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن قرار دے دیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرائیل کی یہودی حکومت معرض وجود میں آئی۔

مرزا غلام احمد اپنی کتاب "ازالہ اوہام" جلد طبع دوم حاشیہ صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

(ا) "مسیح دنیا میں آ کر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا۔ اور ان لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے شرمی اور خوکوں کی بے حیائی اور نجاست خوری ہے۔ ان پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کر دے گا۔"

(ب) اپنی کتاب "انجام آتھم" کے صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ "مسیح خاص کام کسر صلیب اور قتل دجال اکبر ہے۔"

صلیبی و مذہب کی شان و شوکت کو مسیح قادیان نے اپنے پیروں تلے کس طرح کچلا۔ اور دجال کا کس طرح کچومر نکالا۔ دلائل قاطعہ کے ہتھیار چلا کر دجال اکبر کو کس طرح قتل کیا؟ وہ مرزا صاحب کی زبانی ہی سنئے۔

(۱) "تریاق القلوب" کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔ "اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت (دجال) کے امن بخش سائے سے پیدا ہوئی ہے۔"

(۲) "ضرورۃ الامام" کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں "میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں (دجال) کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔ اور دل کی سچائی سے ان (دجال) کے مطیع رہیں۔"

(۳) "شہادۃ القرآن" کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں "گورنمنٹ برطانیہ (دجال) کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے۔"

(۴) "شہادۃ القرآن" اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صلا پر لکھتے ہیں۔
"میرے رگ و ریشہ میں شکر گذاری اس معزز گورنمنٹ (دجال) کی سمائی ہوئی ہے۔"

(۵) ضمیمہ "تریاق القلوب" نمبر ۳ صفحہ ۲۸۰ پر لکھتے ہیں "میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی (دجال) کا ہوں"

(۶) "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم صفحہ ۱۸ مفہوم "سرکار انگریزی (دجال) کا خود کاشتہ پودا ہوں اور نمک پروردہ ہوں۔"

(۷) "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ "ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی (دجال) کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے۔"

(۸) "شہادۃ القرآن" ضمیمہ صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں "ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ (دجال) کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔"

(۹) "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۵۰۹ پر لکھتے ہیں۔ "ہر ایک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ انگریزوں (دجال) کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ (دجال) ہمارے محسن ہیں"

(۱۰) "ستارہ قیصرہ" کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں "اے قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔"

(۱۱) "نور الحق" حصہ اوّل صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ "اے قیصر ہند (وکٹوریہ) خدا تجھ کو آفتوں سے نگاہ میں رکھے ہم مستفیض ہو کر تیرے پاس آئے ہیں" (یعنی دجالہ کی خدمت میں)

(۱۲) "تحفہ قیصرہ" کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں "اے قیصرہ ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی میں جھکتے ہیں۔ کہ تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے۔ اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھائے"

(۱۳) "ستارہ قیصرہ" کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں "خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور کو نور اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی کو تاریکی کھینچتی ہے۔"

اقتباسات ذیل پر خصوصی توجہ فرمائیں

(ا) الحکم قادیان ۱۲ جلد ۸ ص۳ پر لکھتے ہیں "میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو عقیدہ (تثلیث) سے رہائی دوں"

(ب) "شہادۃ القرآن" کے ص۱۲ پر لکھتے ہیں "میرے ہاتھ سے عیسائیت کا خاتمہ ہوگا"

(ج) "چشمہ معرفت" کے ص۸۵ پر لکھتے ہیں۔ "میرے وقت میں تمام اقوام عالم داخل اسلام ہوں گی"

(د) (مفہوم) اخبار الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء میں ہے "میرے یہ مقاصد ہیں کہ مسلمانوں کو اصلی مسلمان بناؤں اور عیسائیوں کی صلیب توڑ دوں۔ اور عیسائیوں کے مصنوعی معبود کو بحیثیت الوہیت لوگوں کی نظر مخفی کر دوں۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں سے اس کی یاد حرف غلط کی طرح مٹ جائے"

(ر) "تبلیغ رسالت" جلد ۱۰ صـ۱ پر لکھتے ہیں "ایسا سمجھنا کہ میرے یہ مقاصد میرے مرنے کے بعد پورے ہوں گے (نہیں) "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گذر جائیں۔ ہمارے تمام مقاصد پورے کرے"

(س) اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء "پس اگر یہ کام مجھ سے ظہور ہوا۔ اور میں مرگیا تو میں جھوٹا ہوں"

امام الصحابہ، خلیفہ بلافصل

سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ

تحریر: ایم شاہد تھانوی

روئے زمین پر چشمِ فلک نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مقدس شخصیات کے بعد انسانوں میں اگر کوئی مقدس جماعت دیکھی تو وہ صرف اور صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برگزیدہ افراد کی جماعت ہے۔ وہ حضرات مقدس ہیں جنہیں خاتم النبیین تاجدارِ حرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و دوستی میسر آئی اور یہ وہی پاک نفوس ہیں جن پر نورِ چشمِ ختم نبوت بالمشافہ منعکس ہو رہا ہے یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جن پر آخری نبی شاہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی اور خدمت کی نعمت عظمیٰ سے نوازا جا رہا ہے یہی وہ اصحاب خیر ہیں جو حضر، سفر، جہاد، خلوت، جلوت، خوشی، غم اور ہجرت میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ ہیں۔ یہی وہ نبی آخر الزمان کے عاشقوں کی ٹیم (جماعت) ہے۔ جسے قرآن حکیم میں جگہ جگہ عمدہ القابات سے نوازا گیا۔ اللہ رب العزت نے اس جماعت کو رضامندی کا پروانہ ان کی زندگی ہی میں دیدیا۔ اور اسی قابل احترام گروہ کو خداوندِ قدوس نے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں جنتی ہونے کا مژدہ جانفزا سنایا۔

اب اس مقدس اور محترم جماعت کے سردار سید الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ جنہیں خلیفہ اوّل بلا فصل ہونے کا اعزاز و شرف حاصل ہے۔ جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہونے کے شرف اور یار غار اور رفیق مزار ہونے کے عظیم اعزاز کے علاوہ حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امامت جیسے عظیم منصب پر متمکن ہونے کا شرف بھی ہوا۔ اور جنہیں مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے کی سعادت حاصل ہے۔ یہی وہ مرد جلیل ہے۔ جسے قرآن حکیم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی اور دوست کہا ہے۔

یہی وہ مقدس ہستی ہے جن کی صاحبزادی کی برأت میں رب العالمین نے دو رکوع نازل فرمائے۔ یہی وہ محرم راز نبوت ہے جس نے معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت دیکر دربار نبوت سے "صدیق" کا لقب پایا۔ یہی وہ منفرد صحابی رسول ہے۔ جس کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے متمتع و مزین ہوئیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعتِ مقدسہ میں سب سے زیادہ اسرار شریعت کے محرم، روحِ اسلام کے دانائے راز تھے۔ قرآن مجید، تفسیر، فقہ، حدیث، علم الانساب کے ماہر اور بہترین خطیب تھے۔ چھٹی پشت پر آپ کا سلسلۂ نسب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اسلامی معاشرہ میں جو انفرادیت حاصل ہوئی۔ یہ وہ اعزاز ہے۔ جس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کی وجہ سے ایسے نامور فرزند مسلمان پیدا ہوئے۔ جن کا شمار اسلام کے بطلِ جلیلوں میں اور اکابر صحابہ میں ہوا۔ راہِ خدا میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جو آپ نے جانی مالی قربانیاں دکھائیں دنیا کی تاریخ نظیر پیش نہیں کر سکتی کوئی جہاد ایسا نہ تھا جس میں اس مردِ غازی نے جوہر نہ دکھائے ہوں۔ جاں نثاری میں کوئی صحابی آپ کی برابری نہ کر سکا۔ اسلامی خدمات میں بھی آپ کا پلہ تمام صحابہؓ پر بھاری رہا۔

خراج تحسین اور خراج عقیدت

کتاب اللہ نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہا اور دوست کہا جو عملاً بھی سامنے آیا کہ خلافت بلا فصل ملی۔ رفاقت غار و مزار مبارک ملی۔ قرآن مجید نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متقی کہا۔ قرآن نے صدیق کہا قرآن میں جن جن مقامات پر صحابہ کرامؓ کی توصیف و تعریف کی گئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں بدرجۂ اتم شامل ہیں سید الصحابہ ہونے کی بنا پر۔ سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے آزادی کا پروانہ عطا فرمایا۔ انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے افضل فرمایا۔ اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جگہ امامت کا شرف عظیم بخشا۔ دنیا میں سب سے محسن فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں میرا ایک ہاتھ ابوبکر کے کندھے پر دوسرا عمر کے کندھے پر ہو گا۔ اس طرح اٹھونگا روضۂ اقدس سے۔ دنیا میں مردوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت صدیق اکبر رضؓ کو فرمایا۔

صدیق اکبر رضؓ کو زندگی میں جنت کی بشارت دی۔ سرکار دو عالم صلعم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہوں اس میں کسی کی امامت جائز نہیں اپنی حیات طیبہ ہی میں خلافت کی نوید سنائی۔ یہی وہ خلیفۂ راشد تھے جن کے لئے دربار نبوت سے یہ اعلان ہوا اور تم پر میری اور خلفائے راشدین کی

صفت لازم بنی ہوئی ہیں۔ وہ مردِ مجاہد ہے جس نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے المناک سانحہ کے وقت پوری امتِ مسلمہ کو فتنہ و فساد سے بچایا اور تمام مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر قائم رکھا۔ یہی وہ عظیم ہستی ہے جس کی عظیم صاحبزادی کے حجرہ میں آج تک سید الکونین آرام فرما ہیں۔ یہی وہ اللہ کا شیر ہے جو منکرین زکوٰۃ کے سامنے بلا خوف و خطر ڈٹ گیا اور امتِ مسلمہ کو فتنہ عظیم سے بچایا۔

خصوصیات و انفرادیت

مردوں میں پہلے مسلمان۔ معراج کی تصدیق کر کے دربارِ نبوت سے صدیق کا اعزاز ملا۔ اخلاص و دیانت کے صلہ میں اَمَنُّ النَّاس کہلائے۔ درس گاہِ نبوت کے پہلے طالب علم تھے۔ غزوۂ بدر میں سرکارِ مدینہ کی پہرہ داری فرمائی۔ جنگ میں میمنہ کا سردار بنایا۔

اسیرانِ بدر کی رہائی کے سلسلہ میں ان کی رائے مانی گئی۔ غزوۂ احد میں تاجدارِ حرم کے ساتھ جمے رہے۔ دربارِ نبوت سے امیر الحج کا خطاب ملا۔ غزوۂ تبوک میں سارا اثاثہ کاشانۂ نبوت کی دہلیز پر ڈھیر کر دیا۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ سابقون الاولون میں پہلے قرار پائے قیصر و کسریٰ کی جانب پیشقدمی کا آغاز کیا۔ احب الرجال کا لقب کاشانۂ نبوت سے ملا عشرۂ مبشرہ کے سرِ لشکر ٹھہرے۔ انبیاء کے بعد افضل البشر کا اعزاز کاشانۂ نبوت سے ملا۔

اولاد حضرت عبد اللہ حضرت عبد الرحمان حضرت محمد رضی اللہ عنہم۔ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت اسماء حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما

جس ہستی کی عظمت اور شان ربّ العزت کی بارگاہ میں اور دربارِ ختم نبوت میں ہو جس کی عظمت کی گواہی خداوند قدوس اور سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہوں، اس کی جلالت و عظمت کا کیا ٹھکانہ؟ اگر ہم اس عظیم ہستی کی عظمت و شان میں کمی کرنے کی کوشش کریں یا تنقیص کرنے کی

باقی صفحہ ۲۳ پر

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و امامت اور تعلیمات کے متعلق

علامہ اقبالؒ اور مولانا ظفر علی خاںؒ کے ارشادات

حاسدانِ تیرہ باطن کو جلانے کیلئے
تجھ میں اے پنجاب اقبال و ظفر پیدا ہوئے
ظفر علی خاں

نقاشِ پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کے ارشادات

گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد!
(مثنوی پس چہ باید کرد ص۲۹)

قادیانی نبوت؟ برگِ حشیش

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام
عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام
(ضرب کلیم ص۵۲)

انگریز کی پرستار امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

بہاؤ اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی

آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد
سینہ ہا از گرمیٔ قرآں تہی!
از چنیں مرداں چہ امید بہی!

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر!
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

ملتِ اسلامیہ کا بس ذکری معیار ہے — ختم نبوت

بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علی خانؒ کے احساسات

لیکن اس دین کی ہے شرط کہ خوش ہو انگریز
جس کا اقبال جہاں میں علم افراشتہ ہے
سوکھ جائے نہ کہیں میری نبوت کا درخت
یہ وہ پودا ہے کہ سرکار کا "خود کاشتہ" ہے

مادیانِ قادیان

میں نے دی اسکو لگام اور ہوگیا اس پر سوار   ورنہ کس کو مانتی تھی مادیانِ قادیاں
جو مجاور ہیں بہشتی مقبرہ کے آجکل   بیچتے پھرتے ہیں گھر گھر استخوانِ قادیاں
صرف غائب نحو غلط اور صلاستِ ناپدید   ان سب اجزا سے مرکب ہے زبانِ قادیاں
اک برہمن سے یہ نہ ہوگا کرتا باندھے آزار
یہ کرتا" ہے شاہکار شاطرانِ قادیاں
لوگ حیراں تھے کہ جب پھیلا ہے گراں سند   ہوگئی پھر اتنی ارزاں کیسوں دکانِ قادیاں
جو فروشی کے لیے گندم نمائی شرط ہے   تھا بڑا ہی کایاں بازار گانِ قادیاں
کیا سلوک ان سے روا رکھتے ہیں منکر اور نکیر
قبر میں خود دیکھ لیں گے منکرانِ قادیاں

منکرِ ختم نبوت

منکر ختم نبوت ہو رہا ہے قادیاں   آگیا وقت جہاد ایمان کا خنجر نکالے
کہہ دو مرزا سے کہ خاک کبر اس کی نہیں   اپنے دل سے یہ تمنائے جنوں پرور نکال
کائنات آنگن ہے اس کی اور چھت عرش بریں   تو بھی کوئی گھر نکال اس سے کہ بہتر نکال
اس کو ڈھاکر دوسرا گر شوق سے بنوا مگر   ابن آدم سے کوئی معمار بھی بڑھ کر نکال
سورج اس کا آئینہ ہے چاند اس کی شمع ہے!
تو بھی اک گھر جس سے یوں روشن ہوں بام و در نکال

پناہ بخدا

نبی کے بعد نبوت کا ادعا ہو جسے   ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ
"بچی بچی" ہے اُدھر اور ادھر غلام احمد   ہزار بار ان آفات سے خدا کی پناہ
خدا بچائے ہمیں ان کے ساتھ ملنے سے   منافقوں کی موالات سے خدا کی پناہ
ہے جو باپ خدا کا اور اس کی بیوی بھی
ہر ایسے مسخرے کی ذات سے خدا کی پناہ

قادیانی اور لاہوری

قادیاں ہو کہ لاہور بچو! دونوں سے   اس طرف ہوتی ہے ایں اسطرف آں ہوتا ہے
شعلہ اٹھتا ہے اگر اس سے الوہیت کا   تو بلند اس سے نبوت کا دھواں ہوتا ہے
ہیں خدا ان کے نصاریٰ یہ ہیں بندے ان کے
وہیں ہوتے ہیں یہ انگریز جہاں ہوتا ہے

اسلام اور فقط اسلام

قادیانی جو اڑے پھرتے ہیں ان کا کیا ہے   بال گدھے کا اور ان گدھے کا پڑ گدھے کا
فقط اسلام ہی دنیا میں ہے طاقت ایسی   ناطقہ بند کر سکتی ہے ہر گدھے کا
اسی اللہ کے بندے کو مسلمان سمجھو!
ڈوگرے کا ہو جسے خوف نہ ڈر گدھے کا

منکر ختم نبوت کا حشر

جان سکتا ہے وہی مرزائیوں کی عاقبت
جس کے ہے پیش نظر حشر ثمود انجام عاد
منکرِ ختم نبوت کے مقدر میں ہے درج
ذلت وخواری و رسوائی الی یوم التناد

صوتُ الحمیر

کان والو "انکر الاصوات" ہے صوت الحمیر
گر یہ ڈھیچوں ڈھیچوں سننی ہے تو جاؤ قادیاں
عیسیٰؑ مریمؑ کو گالی قادیاں دے لے مگر
یاد رکھے اس کی بھی ہیں نانیاں اور دادیاں

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

تحریر
محمد مظفر

تاریخ انسانی جتنی طویل ہے اتنی معرکۃ الآراء بھی ہے اس کا ہر گوشہ اپنے اندر واقعات کا سمندر سمیٹے ہوئے ہے ہر لمحے کے چہرے پر ان گنت ناقابلِ فراموش واقعات ثبت ہو چکے ہیں۔ ان ہی ناقابلِ فراموش واقعات میں سے ایک واقعہ دارالعلوم دیوبند کا قیام ہے۔ جس کی بناء ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو رکھی گئی۔ جس کے بانی حضرت قاسم نانوتویؒ جیسی جلیل القدر ہستی ہیں۔ انیسویں صدی کے نصف آخری میں جب ہر طرف سے مغربی ثقافت کی یلغار ہوئی اور مغربی تہذیب و تمدن کا آفتاب طلوع ہونے لگا جس سے دہریت والحاد اور فطرت پرستی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں تو ایسے وقت میں دارالعلوم دیوبند کا قیام مسلمانوں کے لئے کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف امتِ مسلمہ کو قرآن کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا بلکہ فرنگی سامراج کے طاغوتی دور میں تعلیماتِ اسلامی کی حفاظت میں بھی سینہ سپر رہے۔ آپ ہی کے فرزند حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے گھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت دیوبند ضلع سہارنپور میں ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔

—— ابتدائی عمر ہی آپ کی دینی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں سات سال کی عمر میں آپ دارالعلوم میں داخل کر دیئے گئے۔ جہاں پہلے دو سالوں میں قرآن حفظ کیا۔ اور پانچ سال میں فارسی اور ریاضی کا کورس مکمل کیا۔ بعد ازاں آٹھ سال میں درسِ نظامی کی تکمیل کی اس کے بعد علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر ۱۳۳۶ھ میں سند الفراغ حاصل کی۔ آپ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں۔ ۱۳۳۷ھ میں علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم میں درس و تدریس کا آغاز کیا

آپ ۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۸ھ تک دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے۔

آپ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت اور حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے آپ کا بیعت و ارشاد کا سلسلہ ہند و بیرون ہند پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے لاکھوں مرید تمام عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور دارالعلوم کے مشن کو آگے بڑھانے میں سرگرم ہیں۔

حضرت طیب صاحب خطابت کے میدان میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ تقریر و خطابت کے ذریعہ اسلامی مقاصد کی فن سے کما حقہٗ آشنا ہونے کے سبب پیچیدہ سے پیچیدہ موضوعات اس خوبی کے ساتھ بیان کرتے کہ موضوعات کا حق ادا ہو جاتا آپ کی تقاریر نہایت مدلل اور ٹھوس علمی مواد سے پُر ہوتیں آپ کی خطابت کے معیار کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کی تقاریر شائع کیں۔ آپ کی تقاریر نے لاکھوں فرزندانِ توحید میں جوشِ ایمانی اور حرارت اسلامی پیدا کی۔

فن خطابت کے علاوہ آپ نے شعر و سخن میں بھی اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے آپ کی متعدد نظمیں، غزلیں اور قصائد ہیں جو رسالہ "دارالعلوم" اور "القاسم" میں شائع ہوتے رہے ہیں آپ کے کلام کا ایک حصہ باقاعدہ کتابی شکل میں بھی کلام عارف کے عنوان

سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کے طویل دور اہتمام میں نہ صرف دارالعلوم نے غیر معمولی ترقی کی بلکہ تعلیمی اور تعمیری سلسلہ بھی کافی آگے بڑھا دارالعلوم کے اساتذہ طلبہ اور عملے میں بے انتہا اضافہ ہوا۔ آمدنی کی رفتار بھی غیر معمولی طور پر ترقی پذیر ہوئی۔

آپ کی تصانیف کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہے جو تمام برصغیر میں مقبول ہیں آپ کی شاہکار تصانیف میں آفتاب نبوت، شان رسالت، سائنس اور اسلام سرفہرست ہیں۔ آپ نے اپنی تصانیف کے ذریعے اردو ادب کو فیضیاب کیا اور لوگوں کی خدمت میں گراں قدر معلومات پیش کیں۔

آپ ہندوستان کے متعدد علمی اور تعلیمی اداروں کے ممبر اور سرپرست تھے اور متعدد مدارس کے بانی ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ اور عرصہ دراز تک سنی سنٹرل وقف بورڈ کے ممبر رہے دارالعلوم کے ذمہ داروں میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیرونی ممالک کے متعدد سفر کئے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اب ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی تصانیف سورج کی روشنی کی طرح اس عالم میں اپنا مفید کام کرتی رہیں گی اور ہمارے دلوں میں مرحوم کی یاد تازہ رکھیں گی یہ درست ہے کہ دنیا میں اب بھی بہت سے صاحب علم و فضل، باکمال نیک سیرت اور نیک دل لوگ موجود ہیں مگر افسوس کہ کوئی قاری طیب نہیں۔

حضرت قاری صاحب مرحوم کے چند ارشادات......

فرمایا ۱:- انبیاء علیہم السلام قبل از نبوت بھی معصوم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر مسلم بھی اس کی شہادت دیتے ہیں، جو تاریخ داں انصاف سے غور کرتے ہیں اور نبیوں کی زندگی سے متعلق کچھ واقفیت رکھتے ہیں انہوں نے شہادت دی ہے کہ دنیا میں ایسا کامل اور مکمل انسان جس کی زندگی پر حرف رکھنے کی گنجائش نہ ہو، وہ صرف اور صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

۲۔ مقام نبوت اور اس کے آثار و مقاصد

فرمایا ۱:- تمام انبیاء علیہم السلام کے علوم درحقیقت مستفاد ہیں۔ خزانہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اصل مرکز حق تعالیٰ کی جانب سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپؐ کے فیضان سے انبیاء علیہم السلام میں نبوتوں کے علوم آئے۔ اسی لئے حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ انا نبی الانبیاء اور انبیاء امتوں کے نبی ہیں اور میں نبیوں کا بھی نبی ہوں۔ نبیوں کی طرف بھی مبعوث کیا گیا ہوں۔

۳۔ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا ۱:- حدیث میں فرمایا گیا انا رحمة مهداة میں اللہ کی ایک رحمت ہوں جو بطور ہدیہ کے بندوں کے پاس بھیجی گئی ہے۔ اللہ کا ایک ہدیہ جو بندوں کو ملا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ تو اتنی بڑی نعمت دی گئی کہ جتنی عالم کی نعمتیں ہیں سب اسی کے طفیل مل رہی ہیں۔

۴۔ کتابِ خداوندی اور شخصیت مقدسہ، ہدایت کے لئے دونوں ضروری ہیں

فرمایا ۱:- قرآن پاک علوم کا جامع ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اعمال کی جامع ہے۔ جو قرآن کہتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرکے دکھاتے

ہیں۔ اور آپؐ جو کرکے دکھلاتے ہیں۔ وہ قرآن کہتا ہے۔ اگر ہم یوں کہدیں کہ اللہ نے دنیا میں دو قرآن اتارے، ایک علمی قرآن جو ذاتِ بابرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ قرآن علم کا مجموعہ ہے۔ اور آپؐ کی ذات بابرکات عمل، اخلاق اور کمالات کا مجموعہ ہے۔

۵۔ قرآنِ حکیم کی عملی تفسیر

فرمایا:۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، فخر بنی آدم رسول الثقلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں، بلکہ جہانوں کے لئے ایک مکمل دستورِ حیات ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اسی حد تک انسانی زندگی کی استواری اور ہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔

۶۔ معارف القرآن

فرمایا:۔ قرآن حکیم کے ایک تو الفاظ ہیں، ایک معنی ہیں جو الفاظ میں پوشیدہ ہیں۔ پھر ان معنی کی تہہ میں حقائق ہیں حقائق کے تحت معارف ہیں اور معارف میں کیفیات ہیں جو قلوب پر طاری ہوتی ہیں۔ کتاب اللہ کے نزول کا مقصد محض الفاظ و معنی کی سمجھ بوجھ ہی نہیں بلکہ اس کا مقصد ایسے قلوب و اذہان کی تربیت و تزکیہ بھی ہے، جو الفاظ و معانی کی تہہ میں چھپے ہوئے حقائق و معارف کے ادراک کے قابل بھی ہوں، اور ان معارف کی کیفیات کا محل بھی بن سکیں۔

۷۔ معجزہ علمی

فرمایا:۔ کہ ہر فن کے اندر اہل علم اور اہل کمال پیدا ہوئے۔ اور اُن کے ذریعہ سے علماء کے کمالات ظاہر ہوئے۔ وہ علوم لا کے رکھے کہ دنیا کی عقلیں عاجز آگئیں۔ یہ قرآن ہی کا فیض تو تھا کہ خود بھی معجزہ ہے اور معجزہ گر بھی ہے۔ مسلمانوں میں اُس نے اعجازی قوت پیدا کی۔ اس کو چھوڑ کر ہم اعجازی قوت سے محروم ہو گئے۔ امت کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ اس کی طرف لوٹیں گے تبھی جا کر اُمت کی شوکت بازیاب ہو گی، اُن کی قوت بازیاب ہو گی۔

۸۔ فلسفۂ علم

فرمایا:۔ علم پاک چیز ہے۔ پاک ہی ظرف میں بھر جائے گا۔ جس ظرف کے اندر گندگی موجود ہو اور وہ غیر اللہ اور دنیا کا طالب ہے تو ایسا ہی ہے جیسے کسی نے سونے کے ظرف میں نجاست بھر دی ہو۔ تو محبت صرف ایک چیز کی ہے۔ دنیا استعمال کی چیز ہے۔ محبت کی چیز نہیں۔ استعمال جتنا چاہے کرو۔ محبت صرف ایک ذات سے رہنی چاہیئے۔ تو علم کے شرف کے بعد کسی غیر علم کی طلب کرنا ایسا ہے جیسے ایک عالم طلب کرے کہ میں تو جاہل بن جاؤں تو بہتر ہے۔ یہ بھی کوئی دانشمندی ہوگی؟

۹۔ عبادت و خلافت

فرمایا۔ صحیح معنوں میں انسان وہ ہے جو اپنی ذات کو اپنے پروردگار کے سامنے جھکا دے اور عبادت میں آگے بڑھے۔ اس کی ناک، پیشانی، ہاتھ، پیر، اس کی روح اور اس کا خیال بھی اللہ کے سامنے ذلیل بن کر جھک جائے، یہ کام اپنی ذات کے لئے ہوگا، یہ عبادت ہے۔ دوسرا فریضہ یہ ہے کہ وہ تختِ خلافت پر بیٹھ کر دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کرے۔ اس لئے نہ فقط عبادت اور نہ فقط خلافت مقاصد زندگی ہے۔ بلکہ دونوں مقصود ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی باطلہ

افادات
حضرت مولانا عبدالرحیم
صاحب اشعر مدظلہ

ترتیب:- جناب علی اصغر چشتی صابری۔ ایم اے ایل ایل بی

۵۶- میں خدا کا بیٹا ہوں

(ا) "انت منی بمنزلۃ ولدی" اے مرزا تم مجھ سے میری اولاد کے منزلہ ہے۔ الاستفتاء صفحہ ۸۲۔
(ب) اسمع ولدی الہام مرزا۔
البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹۔

۵۷- میں خدا کا نطفہ ہوں

انت من ماءنا و ھم من فشل
تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ اور دوسرے لوگ فشل سے۔
اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۹۔

نوٹ عربی لغت ماء سے مراد نطفہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) "ھو الذی خلق من الماء بشراً"
(۲) "فلینظر الانسان مم خلق، خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب"
اور بھی کئی آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ماء سے مراد نطفہ ہے۔
کتب تفاسیر میں اس کی تشریح موجود ہے۔ اگر مرزا صاحب کے الہام میں ماء سے مراد تقویٰ یا طہارت کا پانی مراد لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب عربی لغت سے قطعاً ناواقف تھے۔ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خدا کا نطفہ کہا ہے۔

۵۸- میں خدا کا باپ ہوں

(الہام مرزا)
"انا نبشرک بغلام حلیم، مظھر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء"
ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔
انجام آتھم صفحہ ۶۲ تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) طبع دوم صفحہ دوم صفحہ ۶۴۶۔

نوٹ جب مرزا کا بیٹا خدا ہوا۔ تو مرزا یقیناً خدا کے باپ ہوں گے۔

۵۹- میں خدا کی بیوی ہوں

مرزا علیہ اللعنۃ تحریر کرتے ہیں۔
(۱) میرا خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو ناقابل بیان

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۹ طبع ربوہ۔ طبع قادیان صفحہ ۶۳۔

اس ناقابل بیان حالت کو قاضی یار محمد بی۔ او۔ ایل پلیڈر نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی صفحہ ۱۲ بالفاظ مرزا اس طرح تحریر کیا:

(ii) حضرت مسیح موعود (لعنۃ اللہ علیہ) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر کی ہے۔ کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

(iii) بابو الٰہی بخش چاہتا ہے۔ کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۳۔

نوٹ

مندرجہ بالا تینوں حوالے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ مرزا کا خدا سے نہاتی تعلق میاں بیوی کا تعلق ہے۔ جس کا مرزا نے اپنے مرید خاص کے سامنے اظہار کیا۔ اور مخلص مرید نے مرزا کے اس ملفوظ کو شائع کر کے حق تبلیغ ادا کیا۔ نیز یہ الفاظ کہ حیض تحلیل ہو کر بچہ بن گیا ہے۔ وہ بچہ بھی اطفال اللہ کے منزلہ پر ہے۔ اس کا صاف ترجمہ خدا کے بیٹے کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ حیض اور بچہ مرزا میں تھا اس لئے مرزا اپنے خدا کی بیوی۔ تیسرے خود ہی قاضی یار محمد کہتے ہیں کہ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

(۶۰) میں صفت کن کا مالک ہوں

انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون۔ اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵ تذکرہ صفحہ ۵۲۵۔
۶۵۶ طبع دوم ۸۲۶۔

۶۱۔ میں محی اور ممیت ہوں

و اوتیت صفۃ الافناء والاحیاء من الرب الفعال۔ اور مجھ کو فانی کرنے نیز زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔ اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔

خطبۃ الہامیہ صفحہ ۵۵ طبع ربوہ۔

۶۲۔ میں الاعلیٰ ہوں

انت اسمی الاعلیٰ۔

الہام مرزا:۔ اربعین نمبر ۲۔ صفحہ ۳۴۔
تذکرہ (الہامات مرزا) طبع دوم صفحہ ۳۳۸۔

۶۳۔ میں خدا کا جانشین اور خلیفہ ہوں

"میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔

کتاب البریہ طبع اول صفحہ ۷۶۔
طبع ربوہ صفحہ ۸۶

۶۴۔ میں خدا ہوں

میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہوئی۔ میری اپنی عبارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عبارت نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبے میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، جہاز راں کمپنیاں اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

پاک شاہین

کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

بقیہ رد قادیانیت

اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب کر تفریق کیا اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا " انا زینا السماء الدنیا بمصابیح " پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی۔ اور میری زبان پر جاری ہوا "

اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم " یہ الہامات ہیں جو اللہ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے۔

کتاب البریہ صفحہ ۸۵ تا ۸۷۔ طبع ربوہ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ - ۵۶۳۔

جاری ہے

برادرانِ محترم

ہفت روزہ ختم نبوت کے پڑھنے سے یقیناً آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اسے خود پڑھیے اور دوسرے بھائیوں کو پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

خالص اور سفید ——— صاف و شفاف

شکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

پتہ
حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی

چشتی صابری کے
قلم سے

نقد و نظر

تبصرہ طلب کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

نام کتاب ... ۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلف ...... حافظ ارشاد احمد دیو بندی۔
صفحات ۱۲۹
قیمت .... ۱۱ روپے
ناشر .... افضل لائبریری ناظم پور۔

محنت کا ثمر ضرور ملتا ہے: یہ مقولہ صرف مقولہ ہی نہیں مشاہدہ اور حقیقت ہے۔ اس نعمت سرائے بے مواسا میں جو .... بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا۔ نعمائے خداوندی کی شناسائی اسے حاصل ہوتی .... رینگتے ہوئے بھی جو چلتا رہا۔ بالآخر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ انسان آرزو کرتا ہے کسی کی آرزو پوری ہو جاتی ہے۔ کوئی آرزو کرتے کرتے خود آرزو ہو چلا ہے۔ بہر حال خوش قسمت وہی سمجھے جاتے ہیں۔ جن کی تمنا پوری ہو جاتی ہے۔ اور وہ خود تمنا ہو جانے سے بچ جاتے ہیں۔

زیر نظر کتاب حافظ ارشاد احمد دیو بندی صاحب کی تالیف ہے۔ جو در اصل ان مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور میں اللہ والوں کی دنیا کے عنوان سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ کتاب کے نام سے جو اندازہ ہوتا ہے۔ وہ کتاب میں مندرجہ مواد کے پڑھنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ فاضل مؤلف نے اپنے متفرق مضامین کو یکجا کر کے بڑی اچھی کوشش کی ہے۔ ہر مضمون کو عام فہم الفاظ اور انداز سے نبھایا گیا ہے۔ جگہ جگہ علمائے دیو بند کی تعریف اور مسلک حقہ کی وکالت نے کتاب کی افادیت کو بڑھا دیا ہے۔ علمائے دیو بند بآستانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت سے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ کافی دلچسپ اور مفید ہے۔

کتاب کے پڑھنے سے مجھے اندازہ ہوا۔ کہ یہ فاضل مؤلف کی ایک آرزو تھی جو پوری ہو گئی۔ اللہ جل شانہٗ اسے قبولیت عام سے نوازے۔ آمین۔

نام کتاب ...... موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی
مؤلف .... ڈاکٹر نور محمد غفاری۔
صفحات ۱۹۷
ناشر ...... دائرۃ المعارف کراچی

انسان اس عالم رنگ و بو میں قدم رکھتا ہے۔ تو اپنی مرضی سے نہیں۔ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوتا ہے تو اپنی چاہت اور اختیار سے نہیں .... یہ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکا، نہیں کرتا اور نہیں کر سکے گا .... اس لئے۔

اسلام، انسان سے یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اس دنیا میں آنے کے بعد اسے خیر باد کہنے تک کا عرصہ ہوا و ہوس اور نفس پرستی میں نہ گزارے۔ بلکہ اسے اس ذات جل شانہٗ کے احکامات کے مطابق بسر کرے جس کی مرضی اور چاہت سے یہ اپنے سفر زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ اور

تبصرہ

انتہا تک جا پہنچتا ہے۔ انسان کی کامیابی کا دار و مدار بھی اس پر ہے۔ لیکن بدقسمت اور سرکش انسان اس ٹھوس حقیقت کو ٹھکراتے ہوئے اسلام کے اس مطالبہ کو نظر انداز کرتا ہے۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی ایّام و اوقات کو ضائع کرتے ہوئے مستی و مدہوشی کے عالم میں یہاں سے گذر جاتا ہے۔ وہ اپنے پروردگار کے احکامات سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔ اور اسلام کے پیش کردہ نظامِ زندگی سے اُسے فطرتاً ارجب ہوتی ہے۔ ہماری موجودہ سوسائٹی کا بیشتر حصّہ ایسے افراد پر مشتمل ہے۔ جو اسلام کے آفاقی نظام اور عالمگیر تعلیمات سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہے۔ وہ اسلام کو مشتے مجرد عبادات کے مجموعہ کے سوا کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ہمارے ہاں جو نظامِ تعلیم رائج ہے۔ وہ ہمیں انہوں سے نہیں غیروں سے ورثہ میں ملا ہے۔ ایک ایسی قوم کا دیا ہوا نظام ہے جو ہمیں متشکّم حیثیت سے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔۔۔۔ ہمارے طلبہ جب معاشیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں پروفیسر سمتھ، پروفیسر مارشل، رابنز، مالتھس، کینیز اور ریکارڈو جیسے ماہرینِ معاشیات کی تھیوریز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اپنی عملی زندگی میں آنے کے بعد وہ آرتھوڈیکل انہی نظریات کا پرچار کرتے ہیں جو طالب علمی کے دوران ان کے دماغ میں بٹھائے گئے ہوتے ہیں۔ یہی حال سیاسیات، اخلاقیات، قانون اور دیگر مروجہ عمرانیات کا بھی ہے۔ نظامِ انشورنس کا تعلق علمِ معاشیات سے ہے۔ جس کے پیش کرنے والے مغربی ماہرینِ معاشیات ہیں۔ اس پورے کے پورے نظام کا انحصار سود پر ہے۔ "سود" کے بغیر اس کا تصوّر ہی نہیں کیا جا سکتا۔

زیرِ نظر کتاب "موجودہ نظامِ انشورنس اور اسلام کا نظامِ تکافل اجتماعی کے تصوّر کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اور حتی الامکان اس کی وضاحت کی ہے۔ بالفاظ دیگر دونوں نظاموں کا موازنہ کیا ہے۔ ترتیب بہت اچھی، الفاظ عام فہم اور انداز بڑا پیارا ہے۔ ہم فاضل مؤلف گرامی کی اس اچھی کوشش پر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کتاب جہاں کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے مفید ہے۔ وہاں دینی مدارس کے طلبہ اور عوام کے لئے بھی قابلِ استفادہ اور دلپذیر ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے توفیق و توثیق سے نوازے۔

بقیہ:- سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سعی کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں شبہ ہے یا متّقم ہے اس میں کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ خدا وند لم یزل اور شاہِ کونین کی ذاتِ گرامی کذب سے متصف نہیں ہو سکتی لہٰذا اس طرح ہمارے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ بھی ہے اللہ پاک محفوظ فرمائے۔ آمین

(ثم آمین)

بقیہ:- ردِّ قادیانیت

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰

اس سلسلہ میں جب مرزا صاحب کے فرزند سے پوچھا گیا کہ جب تم نے مرزا قادیانی کو نبی مان لیا ہے تو کلمہ بھی اپنا علیحدہ اور جدا بنا لو تو اس نے جواباً کہا۔

"کہ مسیح موعود محمد رسول اللہ ہیں جو دوبارہ اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ہاں اگر حضور علیہ السلام کی بجائے کوئی اور آتا تو ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت پیش آتی"

ملاحظہ صفحہ ۱۵۸ کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

مرزائیت کا دوسرا روپ

دیندار انجمن کی

حقیقت کو جاننے کے لئے مطالعہ کیجیے

بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا یعنی دیندار انجمن

پتہ:- مجلس تحفظ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ۔ ملتان فون ۶۲۲۳۸

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 322

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیری ہر ہر ادا میں ہے صنم گر ناز ہے مضطر
میری ہر آہ میں بھی ایک نرالا راز ہے مضطر

بتاؤں کیسے جب دل ہی نہیں تیار کہنے کو
زبان حال سے سینے کے اس میں ساز ہے مضطر

جہاں گل پھولتا ہے رنگ پر بادِ بہاری میں
وہاں بلبل کے نغمے میں بھی سوز و ساز ہے مضطر

چمن کے پتے پتے میں اگر ملتی ہے رعنائی
قفس کے تنکے تنکے میں بھی یہ انداز ہے مضطر

شرابِ سرخ کے پیالے میں گر پوشیدہ ہے ہستی
تو دلقِ صوفی و دانا بھی ہم آواز ہے مضطر

خدا کے واسطے چشتی کی جانب مسکرا کر دیکھ
یہی ہے آرزو اس آرزو میں راز ہے مضطر

علی اصغر چشتی